بہادر شاہ ظفر کے دو نادر اور غیر مطبوعہ خط

ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر

Bahadur Shah Zafar holds key literary and historical importance in the Urdu poetic world. His poetry not only gives a fresh literary style but also reflects the socio-political scenario of the time. Khwaja Pir Pathan, on the other hand, was shah,s contemporary and was dealing with the religious and spiritual problems of the poeple of the sub-continent. The present article brings out for the first time two letters written by Bahadur Shah Zafar to Khawja Pir Pathan. The letters are published here with notes and annotations by the author as well as Urdu translation.

بہادر شاہ ظفر [م ۱۸۶۲ء] بیس سال دہلی کے تخت پر جلوہ آرا رہے۔ وہ مغلیہ سلطنت کے آخری فرماں روا تھے اور اُن کے ساتھ ہی سلطنتِ مغلیہ کا چراغ گُل ہو کر رہ گیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں مسلمانوں کی شکست کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی نے برصغیر پاک و ہند پر اپنا تسلط جمایا، تو صدیوں پر پھیلا ہوا جہاں گیری اور جہاں بانی کا مغل منظرنامہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ جب بہادر شاہ ظفر کو معزول کر کے رنگوں میں قید کر دیا گیا، تو گویا:

اک دھوپ تھی جو ساتھ گئی آفتاب کے

بہادر شاہ ظفر بنیادی طور پر ایک درویش منش اور فقیر مزاج انسان تھے۔ انھیں ابتدا ہی سے سلسلۂ چشتیہ کے صوفیہ کے ساتھ خصوصی تعلقِ خاطر تھا اور اُن کا یہ رشتہ اور تعلق آخر وقت تک قائم رہا۔ بہ قول ڈاکٹر اسلم پرویز:

> ''بہادر شاہ ظفر کو مشائخ چشت سے بے پناہ عقیدت تھی۔ وہ قطب صاحب کے مزار پر اکثر حاضری دیتے تھے۔..... حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ کے لیے قطب صاحب کی درگاہ سے چھڑیوں کا جو جلوس جاتا تھا، ظفر اس میں خاص دل چسپی لیتے تھے اور زرِ نقد سے امداد کرتے تھے۔''(۱)

معاصر صوفیائے چشت میں انھیں فخرِ جہاں خواجہ فخر الدین محمد دہلوی [م ۱۱۹۹ھ] (۲) سے بے پناہ عقیدت تھی اور اِن کے بعد

کتنے ہی چشتی صوفیہ ان کے حسی خیال میں خیالِ حسن کی صورت جلوہ گر رہے۔ وہ جب کبھی تخلیقِ شعر میں منہمک ہوتے، تو تخیل میں ان صوفیا کی خوشبو متنوع رنگوں کا لبادہ اوڑھ کر جلوہ گر ہو جاتی اور یوں حسی تخلیق کا اظہار یہ ان صوفیا کے اوصافِ حمیدہ کی مہکار میں ڈھل جاتا۔ اُن کا خاصا کلام ان صوفیا کے مناقب اور ان کے احساسِ صداقت کی رعنائی سے معمور ہے۔

وہ غلام قطب الدین [م ۱۲۳۸ھ/۱۸۲۲ء] (۳) کے دامن گرفتہ اور فیض یافتہ تھے، جیسا کہ انھوں نے ان اشعار میں خود بھی تذکرہ کیا ہے:

مرید قطبِ دیں ہوں، خاکِ پائے فخرِ دیں ہوں میں
اگرچہ شاہ ہوں ، اُن کا غلامِ کمتریں ہوں میں
انھی کے فیض سے ہے نام روشن میرا عالم میں
وگرنہ یوں تو بالکل روسیہ مثلِ نگیں ہوں میں
مجھے تو خانقاہ و میکدہ دونوں برابر ہیں
ولیکن یہ تمنا ہے کہ اُن کا ہوں ، کہیں ہوں میں
یہی عقدہ کشا میرے ، یہی ہیں رہنما میرے
سمجھتا اُن کو اپنا حامیِ دنیا و دیں ہوں میں
بہادر شاہ میرا نام ہے مشہور عالم میں
ولیکن اے ظفرؔ اُن کا گدائے رہ نشیں ہوں میں (۴)

ڈاکٹر اسلم پرویز نے اپنی کتاب بہادر شاہ ظفر میں انھیں غلام نصیر الدین کالے صاحب [م ۱۲۶۸ھ/۱۸۵۲ء] (۵) کا مرید بتایا ہے لیکن آثار سے یہ درست معلوم نہیں ہوتا۔ (۶) البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ بہادر شاہ ظفر ان کے خلیفہ ہوں، کیونکہ مولوی ذکاء اللہ نے لکھا ہے کہ:

''وہ خاندانِ چشتیہ میں مرید تھا اور خود پیر و مرشد بھی تھا اور اوروں کو مرید کرتا تھا۔'' (۷)

سلسلۂ چشتیہ میں پیری مریدی کے لیے کسی بھی فرد کا اپنے پیر و مرشد یا کسی کامل شیخِ طریقت سے مجاز ہونا لازمی امر ہے۔ محض ارادت اور عقیدت کی بنا پر کوئی بھی شخص سلسلے کے روحانی کام کو آگے نہیں بڑھا سکتا۔ اگر واقعتاً بہادر شاہ ظفر پیری مریدی کرتے تھے، تو لازم ہے کہ انھیں کہیں سے اس کارِ خیر کی اجازت بھی ارزانی ہوئی ہو۔ کالے صاحب کے ساتھ چونکہ اُن کے نہایت ہی گہرے اور قریبی تعلقات تھے، اس لیے یہ گمان کیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے مرشدزادے ہی کے خلیفہ ہوں گے۔ اگرچہ وہ اپنے حسی عمل اور طرزِ احساس کے اعتبار سے ہر اُس چشتی فقیر کے مدحت گزار تھے، جو خُرِ جہاں غریب نواز کی غلامی کے سلسلے میں بندھا ہوا تھا۔ ان کے کلام کے مطالعے سے اس مسئلے پر بخوبی

روشنی پڑتی ہے۔(۸)

[۱]

ذیل میں ان کے دو غیر مطبوعہ فارسی خطوط (۹) کا متن درج کیا جاتا ہے جو انھوں نے خواجہ محمد سلیمان خان تونسوی المعروف بہ خواجہ پیر پٹھان غریب نواز [م ۱۸۵۴ء/۱۲۶۷ھ] (۱۰) کے نام لکھے ہیں۔ یہ خطوط مناقب شریف (۱۱) مرتبہ حافظ احمد یار (۱۲) میں موجود ہیں۔ اس مجموعے کے فاضل مرتب نے لکھا ہے کہ:

”بادشاہ دہلی محمد سراج الدین خان غازی بہادر ناکہ الی یوم التحریر ۱۲۷۳ھ ذی حیات است دام اللہ بقا بہ آن طور معتقد ذات بابرکات بود کہ از دہلی شریف عرائضات در استدعای حصول قربت الٰہی و وصول معرفت نامتناہی گذارش کردہ می ماند۔ چنانکہ دو نقل عرائضات ایشان بندہ را بدست آمدہ بود موجود افتادہ اند، گواہیا بقلم آوردہ می شود۔“ (۱۳)

مناقب شریف کے ص ۲۴۶ تا ۲۴۸ پر نقل ہونے والے یہ دونوں خط اپنے مندرجات کے اعتبار سے نہایت اہم ہیں۔ ان سے جہاں ایک طرف بہادر شاہ ظفر کی ذہنی اور روحانی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے وہیں دوسری طرف سلسلۂ چشتیہ کی ہر خاص و عام کے لیے شفقت اور پشت پناہی کا پتا بھی چلتا ہے۔ دونوں خط مرصع اور مقفّٰی اسلوبِ نگارش کا عمدہ نمونہ ہیں۔ خطوط کی ترتیب و تہذیب کے دوران میں دو تین الفاظ حسبِ تفہیم کی گرفت سے باہر رہے۔ راقم نے انھیں فکر و آہنگ کی معنوی تعبیر سے ہمکنار کرنے کی کوشش کی مگر کاتب کی شکستہ نویسی آڑے آتی رہی۔ لہٰذا ان کی صورت نویسی کرتے ہوئے قوسین میں سوالیہ نشان لگا کر انھیں نشان زد کر دیا گیا۔ اسی طرح ترجمہ کرتے وقت بھی ان الفاظ سے صرفِ نظر کیا گیا مگر ایک آدھ جملے میں ان کی موجودگی تفہیم اور تعبیر کی روشنی کو ماند کرتی رہی۔ راقم نے محض اندازے سے اس کا مفہوم لکھ کر اسے بھی نشان زد کر دیا۔ ترجمے میں تین مقامات پر وضاحتی جملوں کو چھوٹی بریکٹ میں لکھا گیا، کیونکہ بیانیہ بے مہار کے مانند، قطار میں سفر پیمائی کے حسن اور رعنائی سے بے خبر تھے۔

[۲]

متن خط نمبر ا:

صدر نشینِ سریرِ قطبیت و صدارت گزینِ محافلِ غوثیت، سرگروہِ واقفانِ شریعت، قافلہ سالارِ سالکانِ طریقت، غواصِ بحارِ حقیقت، گوہرِ دریای معرفت، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، خضرِ طریقِ ہدایت و ارشاد، سلیمانِ ملکِ عنایت و امداد حضرت مولانا شاہ سلیمان صاحب سلمہ الرحمن و زید عنایتھم و برکاتھم

بعد سلام مسنون الاسلام و آرزوی زیارت فیض بشارت واضح خاطر شریف آئینہ پر انوار لطیف باد کہ ہر چند این نیازمند درگاہ والٰہی بظاہر متمکن سریر سلطنت جالس چہار بالش خلافت است، و لیکن نظر بر ہویات اخروی۔ در حال بیاد ایزدی مصروف و پیوستہ بہ شغل باطنی مشعوف بہ باشد، مگر گاہ گاہی بمقتضای تعلقات بشریہ و مستلزمات عادات انسانیہ گونہ غلغلی و ہولیتی [؟] ہم رو میدہد و ازین تفرقۂ باطنی خیلی تا سف مستولی خاطر میگردد و بعایت انقباض طبع می پیوندد۔ بنا برین منتہای تمنای این جانب چنین است کہ بہ شغل معمول حضرات صوفیا رحم اللہ علیہم

اشتغال ورزیده آمد، تا مراۃ قلب از زنگ کدورت مجلیٰ و مصفا ماند و دلی یاد الٰہی کہ وسیلۂ جمیلۂ نجات اخروی و ذریعۂ جلیلہ سعادت دنیوی است، ملکہ رود۔ چند درین جز و زمان در زمرۂ مقصد رسیدگان بہتر از آن [؟] قدوۃ السالکین واردان چہار ران [؟] نشان نمی دہند۔ در باطن چندان اعتقاد آن خدا شناس راسخ گشتہ کہ با وجود حجاب ظاہری خوشتر شوق لقای آن مخزن کرامات در خیلۂ خیال وفی الواقع اگر موانع عوائق قویہ نبودی، آن وقت بملاقات رسیدی، الا درین حال استدعای چنان کہ کدام شغل موثر موافق طریقۂ طبقۂ عالیہ خاندان چشتیہ نوشتہ فرستادہ شود تا مداومت نمودہ آید و نیز مولوی محمد حیات صاحب (۱۴) کہ مرید خاص آن خدا شناس است بنا کیدی تمام و مبالغۂ تام ارقام باید کرد در ہر ہفتہ دو بار از ملاقات خود این جانب را مسرور گرداند و در آموزش اشتغال مقیدہ دریغ نہ نماید کہ ہر آئینہ ظہور این معنی موجب جمال ممنونی این مشتاق تواند بود۔ فقط

مرقومہ ۱۷ ماہ ذی قعدہ ۱۲۶۹ھ ۷ سنہ جلوس

متن خط نمبر ۲:

عارف معارف حقیقت، کاشف مکاشف طریقت، زبدۃ الاصفیا، برہان الاتقیا، سلالۂ اولیای عظام عماد اقطاب کرام، ہادی طریق ہدا، مہدی ہدایت راہ خدا، مہبط انوار ایزدی، مورد اسرار سرمدی، قدوۃ العالمین، عمدۃ العارفین، محبوب خدا، مقبول مصطفیٰ، تکیۂ مریداں، دستگیر درماندگان مخزن معدن کرامات زاد اللہ برکاتھم و فیوضھم!

بعد اتحاف ہدیہ سلام کہ ہمیں تحفۂ اسلام است، تمنای قدم بوسی آستانہ قدسی عالیہ متعالیہ مشہود ضمیر قدسی نظیر باد صحیفہ شریفہ کہ نسخۂ تقویت دل ناتوان و تعویذ حرز جان، مشحون بہ مضامین و عنایات گوناگون و توجہات روز افزوں ہم دست جامع صفات نیک سرشتی میاں حسام الدین چشتی (۱۵) در عین انتظار رسیدہ، دیدہ منتظر را نوری و سینہ را سروری بخشید این کلمات طیبہ و نکات بابرکات بمجرد سماعت خاطر محزوں کہ غنچہ وار از دیر باز در انقباض بود، بہ نسیم انبساط گل گل شگفت و لب شکر مفرح القلوب کشودہ۔ بہ شکر این عطای اگر قلم دو زبان را ہزار زبان پیدا کند، یکی از ہزار ادا نسازد بجز این کہ بہ دعای بقای آں سرچشمۂ آب بقا پرداز دو ارشاد ہدایت بنیاد دربارۂ مولوی صاحب مولوی محمد حیات جی رسانیدہ، ایشان حسب الارشاد عالی مہربانی ہای بیفرمایند و آنکہ گفتہ می شود بہ سماعت گوش حق نیوش پذیرائی نماید۔ امید از فیض عمیم الکنہ شریعت و طریقت گنجینۂ اسرار حقیقت و معرفت چنان است کہ این دور افتادہ را اگرچہ بظاہر دوری بہ مجبوری است، لیکن بہ دل عین حضوری است، دور نہ پندارند و از زمرۂ حاضران حاضر الخدمت فیض درجت و یکی از مریدان و نظر کردگان خود شمارند و نظر کیمیا اثر بر حال این کم مایہ مبذول دارند:

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کنند (۱۶)

و نیاز مندی درگاہ والٰہی را کہ از امداد شغل عالیہ سینہ مصفا و خاطر مجلیٰ است۔ الحمد للہ تعالیٰ شانہ ذات بابرکات دیرگاہ سلامت باکرامت داراد بحق النبیؐ و آل الامجاد۔

بمطالعۂ سامیہ حضرت مولانا مرشدنا شاہ سلیمان صاحب سلمہ الرحمن مکشوف باد۔

محررہ شب چہارم ماہ ربیع الاول ۱۲۶۱ھ [۸] سنہ جلوس
مسمیٰ محمد سراج الدین شاہ غازی بہادر
بہ نقش مہر

[۳]

ترجمہ خط نمبر ۱:

سلام مسنون کے بعد آرزوئے زیارت فیض بشارت انوار لطیف سے معمور خاطر شریف پر واضح ہو۔ اگر چہ یہ نیاز مند بظاہر دہلی کے تخت پر جلوہ آرا ہے مگر اس کی نگاہ اخروی اجر و ثواب پر لگی ہے اور یہ یاد ایزدی میں منہمک اور شغل باطنی میں مشغول ہے۔ گاہے بگاہے بشری تقاضوں اور فطرت انسانی کے باعث غفلت سرزد ہو جاتی ہے اور یوں یہ باطنی انتشار مستولی خاطر کا سبب بن جاتا ہے اور انقباض طبیعت کو جکڑ لیتا ہے۔

بایں ہمہ فقیر کی تمنا یہ ہے کہ حضرات صوفیا کے معمولات اور اشغال پر عمل پیرا رہے، تاکہ اس کا آئینۂ دل زنگ کدورت سے پاک او منزہ ہو جائے اور کوئی بھی لمحہ یاد الٰہی (جو آخرت کا وسیلۂ جمیلہ اور سعادت دنیوی کا ذریعۂ جلیلہ ہے) سے خالی نہ گزرے۔ اس زمانے میں آپ سے کوئی بھی بڑھ کر نہیں [؟]۔ دل میں آپ جیسے خدا شناس پر اس طرح اعتقاد راسخ ہے کہ باوجود حجاب ظاہری قوت متخیلہ میں آپ ہی کی صورت جلوہ گر ہے۔ اگر علائق دنیا دامن گیر نہ ہوتے، تو اسی وقت ملاقات کے لیے حاضر ہوتا۔ لیکن ان حالات میں اتنی ہی استدعا ہے کہ سلسلۂ چشتیہ کا کوئی وظیفہ لکھوا بھیجیں، تاکہ اس پر مداومت کروں اور یہ بھی کہ اپنے مرید خاص مولوی محمد حیات کو تاکید فرمائیں کہ وہ ہفتے میں دو دن شرف ملاقات سے مسرور فرمائیں اور اشغال کی آموزش میں دریغ نہ فرمائیں، تاکہ اس مشتاق پر ان اوراد کی معنویت کے جمال کا ظہور ممکن ہو سکے۔

ترجمہ خط نمبر ۲:

ہدیہ سلام (کہ یہی تحفۂ اسلام ہے) کی پیش کش کے بعد، آستانۂ عالیہ کی خاک بوسی کی تمنا قدسی مثال ضمیر پر آشکار ہو۔ توجہات روز افزوں اور عنایات گوناگوں سے معمور گرامی نامہ (جو کہ دل ناتواں کے لیے تقویت اور جاں کے لیے حرز و تعویذ ہے) میاں حسام الدین چشتی کے ذریعے عین عالم انتظار میں موصول ہوا۔ دیدۂ منتظر کے لیے نور اور سینے کے لیے باعث سرور ہوا۔ ان کلمات طیبات اور نکات بابرکات کی محض سماعت ہی کے طفیل وہ پریشاں خاطری، جو مدت سے غنچے کی طرح انقباض کا باعث تھی، نسیم انبساط سے پھول کی طرح کھل اٹھی اور راب ثنا نے دل کو خوشی سے بھر دیا۔ اگر قلم دو زبان کی ہزار زبانیں بن جائیں، تو ان عطا کا ذرہ برابر شکریہ ادا نہ ہو، سوائے اس کے کہ یہ فقیر اس سرچشمۂ آب بقا کی بقا کے لیے دعا کرے۔ قبل ازیں ارشاد و ہدایت بنیاد مولوی محمد حیات جی کو پہنچا اور وہ عالی جناب کے حسب ارشاد مہربانی فرماتے ہیں۔ جو کچھ کہا جاتا ہے گوش حق نیوش اس کی سماعت میں کاہلی نہیں کرتا۔ گنجینۂ اسرار حقیقت و معرفت اور عمیم الکلۂ شریعت و معرفت کے فیض کا امیدوار ہوں۔ یہ دور افتادہ بظاہر مجبوری کی بنا پر دور ہے، حالانکہ اس کا دل عین حضوری میں ہے۔ اسے دور نہ جانیں اور زمرۂ حاضران میں گردانیں۔ اپنے مریدوں میں شمار کریں اور اس کم مایہ پر اپنی نگاہ کیمیا اثر مبذول فرمائیں: 'وہ لوگ جو خاک کو ایک نظر میں کیمیا کر دیتے ہیں، ان سے کیا بعید ہے کہ وہ ایک گوشۂ چشم ہماری طرف بھی کریں۔'

سلسلۂ چشتیہ کے اوراد ووظائف کے اشغال کے باعث اس نیازمند کا سینہ مصفا اور مجلّیٰ ہے۔ خداوند کریم بطفیل محمدؐ و آلِ محمدؐ آپ کو تا دیر سلامت باکرامت رکھے۔

حضرت مولانا مرشدنا شاہ سلیمان صاحب سلمہ الرحمٰن مطالعہ فرمائیں۔

حواشی اور حوالہ جات

۱۔ بہادر شاہ ظفر: انجمن ترقیِ اردو (ہند)، نئی دلّی: ۱۹۸۶ء: ص ۲۳۸

۲۔ سلسلۂ چشتیہ کے مجدد، مولانا نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید وخلیفہ، قبلۂ عالم اور شاہ نیاز بریلوی کے پیر و مرشد، فخر جہاں فخر الدین محمد دہلوی اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ ۱۱۶۲ھ میں دہلی میں ورود فرمایا اور پھر اپنی وفات (۱۱۹۹ھ) تک یہیں مقیم رہے۔ اب قطب صاحب کی بارگاہ عرش مقام میں آسودۂ خاک ہیں۔ مناقبِ فخریہ، فوائدِ فخریہ، شجرۃ الانوار، مثنوی فخریۃ النظام اور فخر الطالبین ان کے ملفوظات اور مناقب پر مشتمل وہ مجموعہ ہائے نظم و نثر ہیں، جن کی معنوی اور جمالیاتی صداقت احساس روز افزوں ہے۔

۳۔ غلام قطب الدین، فخر جہاں غریب نواز کے اکلوتے فرزند ارجمند تھے۔ وہ اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ انھیں اپنے والد گرامی سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔ ۱۱۹۹ھ میں ان کی رحلت کے بعد وہ ان کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ خلافت انھیں قبلۂ عالم غریب نواز سے ودیعت ہوئی۔ حاجی نجم الدین نے لکھا ہے کہ: ''وقتیکہ مولانا صاحب قطب الدین صاحب اورنگ آباد تشریف بہ دہلی آوردند بطریق خلافت وراثتاً بر سجادہ مولانا صاحب نشستہ بودند و بیعت و فیض طالبان خدا ارزانی می فرمودند۔ پس بعد از چند روز بخدمت حضرت قبلۂ عالم در مہار شریف آمدہ، چند مدت ماندند و ریاضت و مجاہدہ حسب ترتیب حضرت قبلۂ عالم بسیار کردند و مقصود اصلی رسیدہ و خلافت و نعمت از قبلۂ عالم یافتہ باز در دہلی تشریف آوردند'' (مناقب المحبوبین: محمدی پریس لاہور: ۱۳۱۲ھ: ص ۹۹) انھوں نے ۱۲۳۸ھ میں وفات پائی اور دہلی میں مدفون ہوئے۔

۴۔ کلیاتِ بہادر شاہ ظفر: نولکشور پریس، کانپور: ۱۸۸۷ء: ص ۲۲۱

۵۔ غلام نصیر الدین المعروف بہ کالے صاحب فخر جہاں غریب نواز کے پوتے اور غلام قطب الدین کے اکلوتے فرزند تھے۔ وہ اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد ان کے سجادے پر متمکن ہوئے۔ وہ خواجہ پیر پٹھان غریب نواز کے خلیفہ تھے۔ انھوں نے ایک بار تونسہ مقدسہ کا سفر کیا اور ایک سال یہاں مقیم رہے۔ ۱۲۶۸ھ کو انتقال فرمایا اور دہلی میں آسودۂ خاک ہوئے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی نے تاریخِ مشائخِ چشت میں ان کا سنۂ وصال ۱۲۶۲ھ/۱۸۴۵ء بتایا ہے لیکن یہ درست نہیں۔ کیونکہ مومن خان مومن نے ان کا جو قطعۂ تاریخ کہا ہے اس سے سنۂ وصال ۱۲۶۸ھ برآمد ہوتا ہے:

ہوئی	جس	دم	وفات	حضرت	کی
مجھ	کو	تاریخ	کا	خیال	آیا

ہاتِف غیب نے کہا ناگاہ

کالے صاحب کو سرخرو پایا

۱۲۶۸ھ

(کلیاتِ مومن: مجلس ترقیِ ادب، لاہور: باردوم مارچ ۲۰۰۸ء: ص ۳۴۶)

۶۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی نے لکھا ہے کہ: ”شاہ فخر الدین صاحب کے بعد غلام قطب الدین صاحب ہی سجادہ نشین ہوئے۔ وہ اپنے زہد اور تقدس کی وجہ سے بہت مقبول تھے۔ محمد اکبر شاہ اور بہادر شاہ ظفر ان کے مرید تھے۔ (تاریخ مشائخ چشت : ادارۂ ادبیات، دلی: ۱۹۸۴ء: ص ۳۳۶۔۳۳۷) شجرۃ الانوار (قلمی) اور مناقب المحبوبین میں بھی اکبر شاہ ثانی کے بعض فرزندان کی غلام قطب الدین سے بیعت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان میں بہادر شاہ ظفر سب سے زیادہ صوفیا کے عقیدت گزار تھے۔ بعض فرزندان میں یقیناً وہ بھی شامل ہوں گے۔

۷۔ تاریخِ ہند (ج ۱۰): علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس، علی گڑھ: ۱۹۱۷ء: ص ۳۴۶

۸۔ اس ضمن میں بہادر شاہ ظفر کی کلیات سے: فخر جہاں غریب نواز، غلام قطب الدین، غلام نصیر الدین کالے صاحب اور قاضی عاقل محمد کوٹ مٹھن وغیرہم کے حوالے سے ان کی غزلیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

۹۔ یقین ہے کہ دہلی کے تخت پر متمکن بہادر شاہ ظفر نے اپنے عرصۂ حیات میں مختلف امور پر بیکڑوں خط ضرور لکھے ہوں گے لیکن حیرت ہے کہ آج اُن کا کوئی خط محفوظ نہیں۔ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی نے اپنے مقالے بعنوان مکتوباتِ اردو کا ادبی اور تاریخی ارتقا میں ان کے دو اردو خطوط کو شامل کیا تھا، لیکن وہ ان کے مندرجات سے مطمئن نہیں تھے۔ بعد میں اِن خطوط پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر اسلم پرویز نے لکھا ہے کہ: ”فاروقی صاحب نے تو ہلکا سا شبہ ظاہر کیا تھا تاہم تمام حالات کو سامنے رکھ کر اعتماد کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اِن دونوں خطوں کو ظفر سے منسوب کرنے کے لیے کوئی قابلِ قبول شہادت موجود نہیں۔“ (بہادر شاہ ظفر : ص ۳۰۴) اس صورتِ حال میں بہادر شاہ ظفر کے دو فارسی خطوط کی بازیافت یقیناً بہت اہم ہے۔

۱۰۔ خواجہ پیر پٹھان غریب نواز ۱۱۸۳ھ کو علاقہ سنگھڑ کے ایک گاؤں گڑ گوجی میں متولد ہوئے۔ پندرہ سال کی عمر (۱۱۹۹ھ) میں قبلۂ عالم غریب نواز کے دامنِ شفقت سے وابستہ ہو گئے اور ۱۲۰۵ھ میں خلافت سے فیض یاب ہوئے۔ پھر باسٹھ سال تک وہ تونسہ مقدسہ میں سلسلۂ چشتیہ کی مسندِ عرش مقام پر جلوہ فروز رہے۔ ۷ صفر ۱۲۶۷ھ کو واصل بحق ہوئے۔ تونسہ مقدسہ میں اُن کا آستانۂ عالیہ مرجعِ خلائق ہے۔ مناقب شریف، منتخب المناقب، مناقبِ سلیمانی، راحت العاشقین (گلشنِ اسرار)، نافع السالکین، ملفوظ شریف، مناقب المحبوبین اور منتخب گلشنِ اسرار وہ مجموعہ ہائے احوال اور ملفوظات ہیں، جن میں خواجہ پیر پٹھان غریب نواز کی زندگی اور تعلیمات کی نورانی کرنیں ضوفشاں ہیں۔

۱۱۔ مناقب شریف خواجہ پیر پٹھان غریب نواز کے احوال، مناقب اور ملفوظات کا نہایت ہی اہم اور نادر الوجود مجموعہ ہے۔ حافظ احمد

یار پاک پتنی اس کے جامع اور مرتب ہیں۔ سلسلۂ چشتیہ کی تاریخ میں خواجہ پیر پٹھان غریب نواز کے سب سے زیادہ مجموعہ ہائے ملفوظات مرتب اور مدون ہوئے۔ ان مجموعہ ہائے ملفوظات میں مناقب شریف کو اپنی جزئیات نگاری اور معلومات آفرینی کے باعث بے پناہ اہمیت حاصل رہی۔ بعد ازاں منتخب المناقب کی اشاعت وترویج کی بدولت یہ مجموعۂ مناقب طاقِ نسیاں کی زینت بن گیا اور یوں اس کے قلمی نسخے بھی کبھی عام نہیں رہے۔ بیسویں صدی میں خواجہ پیر پٹھان غریب نواز اور ان کے خلفا کے احوال وسوانح پر خاصا کام ہوا، لیکن عدم دستیابی کی وجہ سے یہ مجموعہ ان تحقیقی آثار کے ماخذ ومنابع میں بھی شامل نہیں رہا۔ ۹ نومبر ۲۰۱۰ء کو راقم قبلۂ عالم غریب نواز کے عرس کے موقع پر چشتیاں میں حاضر ہوا، تو پیر اجمل چشتی کے کتب خانے کے نوادر کی زیارت سے بھی فیض یاب ہوا۔ یہاں ایک ہزار دس صفحات پر مشتمل ایک ضخیم نسخہ بھی نظر نواز ہوا، جو اگرچہ ابتدایئے اور ترقیمے سے محروم ہے تاہم ورق گردانی کے دوران میں معلوم ہوا کہ یہ نسخہ کوئی اور نہیں، سلسلۂ چشتیہ سلیمانیہ کی وہی متاعِ گم گشتہ ہے:

ے اب دیکھنے کو جس کے آنکھیں ترستیاں ہیں

پیر اجمل چشتی کی بندہ پروری سے اس کا عکس فراہم ہوا۔ دورانِ مطالعہ اس مجموعے میں بہادر شاہ ظفر کے پیشِ نظر خطوط بھی جاذبِ نظر ہوئے۔ راقم اس نسخے کے مندرجات کا صفحہ بہ صفحہ اشاریہ مرتب کر رہا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ اس مجموعے کے کون کون سے احوال ومناقب دوسرے مجموعوں میں مذکور نہیں ہوئے۔

۱۲۔ حافظ احمد یار پاک پتن کے متوطن تھے۔ وہ ماہ صفر ۱۲۳۹ھ میں اس وقت دولتِ بیعت سے سرفراز ہوئے، جب خواجہ پیر پٹھان غریب نواز، خان محمد صادق خان والئی بہاول پور کی دعوت پر احمد پور میں رونق فروز تھے۔ باغ خانوالا المعروف باغ نصر خان بلوچ میں ایک تقریب برپا ہوئی، جس میں حافظ صاحب موصوف اُن کے سلکِ غلامی میں منسلک ہوئے۔ (بحوالہ مناقب شریف: ص۱۸۸) انھوں نے اپنے پیرومرشد کے احوال وملفوظات کا ایک جامع مجموعہ بعنوان مناقب شریف بھی مرتب کیا۔ یہ مجموعہ معرفت وحقیقت کا صحیفہ اور گنجینۂ معنی کا طلسم کدہ ہے۔ بعد ازاں خواجہ اللہ بخش غریب نواز (م ۱۳۱۷ھ/۱۹۰۱ء) کے ایما پر مولوی یار محمد بندی نے منتخب المناقب (انتخابِ مناقبِ سلیمانیہ) کے عنوان سے اس کا ایک انتخاب بھی مرتب کیا، جو حمید یہ سٹیم پریس، لاہور کے اہتمام سے ۱۳۲۵ھ میں طبع ہوا۔ منتخب المناقب کے کئی ایک قلمی نسخے دستیاب تو نسہ کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

۱۳۔ مناقب شریف (قلمی): ص۴۴۶

۱۴۔ مولوی محمد حیات بہاول پور کے متوطن تھے (مناقب سلیمانی: غلام محمد خان: احمدی پریس، دہلی: ص۷۶)۔ انھیں قبلۂ عالم غریب نواز کے خلیفہ خواجہ قاضی عاقل محمد کوٹ مٹھن سے بیعت کا شرف حاصل تھا۔ (غذاء المحبین و سم المعاندین (قلمی): نور محمد مکھڈی: ص۲۵۴) وہ خواجہ پیر پٹھان غریب نواز کے خلیفۂ مجاز تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی کا طویل زمانہ دہلی میں بسر کیا، جہاں وہ مختلف مدارس میں علوم دینیہ کی تدریس میں مگن رہے۔ وہ مولانا عبد العزیز محدث دہلوی کے معاصر تھے اور بعض فقہی مسائل میں ان سے بحث کا اتفاق بھی ہو جاتا تھا، لیکن مولانا موصوف اِن کے علم وفضل کے بے حد قدر دان اور معترف

تھے۔معروف ریاضی دان مولوی عبدالرحمٰن پانی پتی، مولانا محمد علی مونگیری اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی کو ان سے شرف تلمذ حاصل تھا۔حافظ احمد یار کے بہ قول:''در دہلی شریف چنان صاحب رشد ارشد بود کہ اکثر علما ومردم آنجا در بیعت شان مشرف اند۔''(مناقب شریف (قلمی):ص۹۲۵)بادشاہ ظفر کو بھی ان سے بے پناہ عقیدت تھی، بلکہ وہ:''کار وظائف و شغل اشغال بموجب گفتۂ مولوی صاحب عمل می آورد۔''(مناقب شریف :ص۹۲۵)وہ اکثر و بیشتر پاپیادہ دہلی سے تونسہ مقدسہ جلوہ آرا ہوتے۔انھوں نے دہلی میں وفات پائی اور وہیں پیوند خاک ہوئے۔

۱۵۔ میاں حسام الدین چشتی کون تھے؟ تذکرے اور طبقات ان کے ذکر خیر کے ضمن میں خاموش ہیں۔البتہ اس خط کے تناظر میں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ تونسہ مقدسہ میں اُن کی آمد و رفت رہتی تھی اور بادشاہ دہلی سے بھی انھیں تعلق خاطر تھا۔تونسہ مقدسہ میں ان کی آمد و رفت کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ غالباً پیر پٹھان غریب نواز کی بیعت سے مشرف رہے ہوں گے۔

۱۶۔ یہ شعر حافظ شیرازی کا ہے مگر مروجہ نسخوں میں نہیں ملتا۔حافظ سے اس کے انتساب کے لیے ملاحظہ ہو:لسان الغیب (جلد اول): میر ولی اللہ ایبٹ آبادی: دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد: بار پنجم ۲۰۰۱ء

کتابیات

طـ بہادر شاہ ظفر: ڈاکٹر اسلم پرویز: نئی دلّی، انجمن ترقی اردو ہند:۱۹۸۶ء

مـ تاریخ مشائخ چشت: پروفیسر خلیق احمد نظامی: دلّی، ادارۂ ادبیات:۱۹۸۴ء

لاـ تاریخ ہند: مولوی ذکاء اللہ دہلوی: علی گڑھ، علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ پریس:۱۹۱۷ء

لاـ شجرۃ الانوار (قلمی): مولوی رحیم بخش فخری دہلوی: مملوکہ مولوی محمد رمضان عتیقی، تونسہ شریف

جـ غذاء المحبین و سم المعاندین (قلمی): حافظ نور محمد مکھڈی: مملوکہ کتب خانہ مولانا محمد علی مکھڈی، مکھڈ شریف

حـ کلیاتِ بہادر شاہ ظفر: کانپور، نولکشور پریس:۱۸۸۷ء

مـ کلیاتِ مومن: لاہور، مجلس ترقی ادب: بار دوم ۲۰۰۸ء

ہـ لسان الغیب: میر ولی اللہ ایبٹ آبادی: اسلام آباد، دوست پبلی کیشنز: بار پنجم ۲۰۰۱ء

عـ مناقب المحبوبین: حاجی نجم الدین: لاہور، محمدی پریس:۱۳۱۲ھ

ھـ مناقب شریف (قلمی): حافظ احمد یار: مخزونہ پیر اجمل چشتی، چشتیاں شریف

طـ مناقبِ سلیمانی: غلام محمد خان: دہلی، احمدی پریس: س ن

[illegible]

دقیقه‌ور نکته‌شناس را تیغ گشته که با وجود حوادث ایام سینه‌بزرگی نقاران [illegible] کرامات [illegible]

[illegible] تو به مهر [illegible] ملاقات رسید [illegible] چنان [illegible] که کدام [illegible]

عالیه خاندان [illegible] [illegible] حضرت [illegible]

و مانند تمام ارقام [illegible] [illegible] مشغول [illegible]

[illegible] موجب جناب [illegible] مشتاق [illegible] [illegible]

عارف معارف حقیقت [illegible] زبدة الاصفیاء برهان الاتقیاء سلالة الاولیاء [illegible]

[illegible] انوار [illegible] اسرار [illegible] محبوب [illegible] مصطفی [illegible]

در [illegible] مخزن [illegible] [illegible]

[illegible] تقویت دل [illegible]

[illegible] صفات [illegible]

[illegible] کلمات طیبه [illegible] برکات [illegible]

[illegible]

[illegible] چشمه آب بقا [illegible]

[illegible] عالی [illegible]

[illegible] حقیقت [illegible] است [illegible]

[illegible] الحمد [illegible]

[illegible]

[illegible] کنند [illegible] دعا [illegible]

دولت [illegible] باد [illegible]

[illegible]